

A CRITICAL RESEARCH OF BIRDS PERSONIFICATION IN QURANIC EDUCATION

قرآنی تعلیمات میں پرندوں سے استشہاد کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Usman Khalid, Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore.

Abdul Razaq, Chairman, Islamic Studies Dept. Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
arazaq@gudgk.edu.pk

ABSTRACT:

Birds a beautiful, rather the most beautiful creation in the world. They are called Tāir as well as Taer. The obvious reason for calling them birds is the feathers on their bodies that give them the ability and dexterity to fly. Qurānic Zoology is actually the information of animals, and the revelations about animals existing in Qurān. More than one thousand books provide information about science. The facts about animals written in Quran have a complete correspondence with the modern science. Two hundred verses of Qurān are about the animals and total thirty-five animals are mentioned in Qurān with their names. Among them there are birds, the animals of water, insects, wild and pet animals, etc. Even some of Suurāhs of Quran are named after animals. Allāh has granted the birds with breath-taking and amazing qualities for which the human intellect is astonished. There are so many species of birds that they are out of the circle of discovery. Since my topic here is birds, so I will try my best to limit the discussion in the aforementioned circle. Let us explore how Allāh in Qurān has given the personifications of the birds.

KEYWORDS: Birds, Personification of Birds, Qurān & Sunnah, Inhabitants, Paradise.

تعارف:

پرندے دنیا کی خوبصورت مخلوق ہیں۔ خوبصورتی کا کوئی معیار نہیں ہے۔ ہر مخلوق اپنے دائرے میں خوبصورت ترین ہے ایسی مخلوقات میں پرندے بھی شامل ہیں جو خالق کو دیکھتے اور تعریف کرتے ہیں، ہمارے دلوں میں خوشی کا احساس پیدا کرتے ہیں اور انسانوں کو خوبصورتی کی وادیوں میں لے جاتے ہیں۔ پرندوں کی خصوصیات کی وجہ سے، انہیں ”جنت کے پرندے“ کہا جاتا ہے۔^۱ پرندے جنت میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ لیکن پرندوں کے گوشت کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔^۲ اسی طرح، خواہش پر گوشت اور پھلوں کی فراہمی کا بھی ذکر ہے۔^۳ لیکن اصل حقیقت صرف اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ تحقیقی مقالہ کا عنوان ”پرندوں سے قرآنی استدلال“ ہے، اس

لئے اسی پر تحقیقی گفتگو ہوگی پرندوں کو پروں کی مخلوق کہا جاتا ہے۔ پرندے گرم خون اور انڈے دینے والے جانور ہیں۔ پرندوں کی وجہ تسمیہ ان کے جسم پر ”پر“ ہیں جن کی وجہ سے وہ اڑ سکتے ہیں۔ ان کی اقسام تقریباً دس ہزار ہیں۔ وہ دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی اقسام پانچ سنی میٹر سے نو فٹ تک ہوتی ہیں۔ عام طور پر یہ دو سے تین انڈے دیتے ہیں، تقریباً 20 دن بعد جس میں بچہ باہر آتا ہے۔

حیوانیات، درحقیقت قرآن میں جانوروں کی معلومات اور انکشاف کو کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کی ایک ہزار سے زیادہ آیات سائنس کے بارے میں ہیں۔ قرآن مجید میں جانوروں کے بارے میں حقائق جدید سائنس کے ساتھ پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں۔ قرآن کی دو سو آیات جانوروں⁴ کے بارے میں ہیں اور قرآن مجید میں مجموعی طور پر پینتیس جانوروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں پرندے⁵، پانی کے جانور، کیڑے، جنگلات کی زندگی اور پالتو جانور شامل ہیں۔ قرآن کی کچھ سورتیں بھی جانوروں کے نام پر ہیں، جیسے البقرہ (گائے)۔ اسی طرح، شہد کی مکھی⁶ ہزاروں میل دور اپنے چھتے پر جانے والی ہے اور سفر کے دوران وہ ملکہ کے ساتھ رابطے میں رہتی ہے۔ اچھا برا ”رس“ پہچان لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں عجیب و غریب صلاحیتیں ہیں، جس کی وجہ سے انسان حیران رہ جاتا ہے۔

قرآن میں حقیر جانور کا ذکر کرنے پر اعتراض کیا گیا، جس پر قرآن فرماتا ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعْضُ النَّاسِ فَمَنَّا وَقَفَاقًا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ"۔⁷ (بے شک، اللہ کسی مثال کی مثال بیان کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتا، خواہ وہ مجھ ہو یا ایسی چیز جس میں اس سے بھی بدتر ہو یعنی حقیر ہو، لہذا جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس مثال سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق کی علامت ہے۔) اللہ تعالیٰ نے ان گنت مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اس کے تخلیق کے معجزات ان گنت ہیں۔ اس نے اپنے آپ کو نہ صرف ایک دنیا کے تخلیق کار کے طور پر متعارف کرایا بلکہ خود کو کئی جہانوں کا خالق بھی کہا: "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"۔⁸ (تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کی ہیں۔) خدا تعالیٰ کی مخلوق میں پرندوں کی بھی تخلیق ہے۔ پرندوں کی پر جاتیوں کی تعداد اتنی ہے کہ وہ اپنے آپ میں ایک دنیا ہیں، یہاں تک کہ انسانوں کے بھی قریب ہیں یعنی انسانوں کی طرح پرندوں کی قسمیں اور نسلیں اتنی زیادہ ہیں کہ اس کا احاطہ دریافت سے باہر ہے۔

پرندوں اور جانوروں میں معاشرہ کا وجود:

پرندوں نے ہمیشہ ان کی ساخت، مزاج، جسمانی درجہ حرارت، غذا، عادات، مفادات، مصروفیات، ضروریات اور اپنے ماحول کے لحاظ سے انسان کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اگر وہ پیدا کنشی اور حیاتیاتی سیاق و سباق میں انسانوں سے مختلف ہیں تو عادات اور خواہشات بھی انسانوں سے ملتی جلتی ہیں۔ پرندوں میں نظم و ضبط انسانوں جیسا ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو اپنی تخلیق کے نمونے کے طور پر پیش کیا ہے

اور ان کا مطالعہ، مشاہدہ، اور ان سے استفادہ کی دعوت دی ہے۔ ارشادِ باری ہے: "وَمِمَّنْ ذَاكَ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ"۔^۹ (اور نہیں ہے زمین پر چلنے والا کوئی جاندار اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے دونوں پروں سے ہوا میں اڑتا ہو مگر سب تمہاری طرح گروہ گروہ ہیں)۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ پرندے اور جانور معاشرے کی شکل میں رہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان میں بھی اجتماعی نظم و ضبط ہے اور وہ مل کر کام کرتے ہیں۔

پرندوں کی اڑان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے:

پرندے جو، اڑتے، گھومتے اور ہمیشہ پھیلتے ہوئے ماحول میں لٹکتے ہیں۔ وہ قدرت کے شاہکار ہیں۔ خدا کی قدرت انہیں فضا میں لٹکا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مشاہدہ کرنے اور ان سے سبق لینے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: "أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ فَايُؤَسُّكُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ"۔^{۱۰} (کیا انہوں نے پرندوں کو کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح آسمان میں لٹکے ہوئے ہیں؟ ان کو اللہ کے سوا کون روکتا ہے؟ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے)۔ ہوا میں کچھ معلق نہیں رہ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے پروں اور ان کی دم کے ڈھانچے کے مابین کچھ توازن قائم کیا ہے تاکہ زمین کی کشش ثقل انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کرے اور نہ ہی ان کو نیچے حرکت دے اور ماحول میں آزادانہ طور پر تیرتا رہے۔ پھر انہیں آرٹ سیکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ساری چیزیں ان کی فطرت میں ڈال دی گئیں ہیں۔ جب پرندے اڑنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں۔ پھر جب ماحول کی بات کی جائے تو ہر وقت پنکھ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ انہیں بند کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی نہیں گرتے۔ انسانوں نے پرندوں کی پرواز اور ان کی ساخت کی بنیاد پر ہوائی جہاز ایجاد کیے۔ لیکن وہ ہستی جس نے جسمانی قوانین بنائے جس کے ذریعے پرندے یا ہوائی جہاز فضا میں اڑتے ہیں۔ انسان نے اس کی پہچان حاصل کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔

قرآن میں اسی کرشمہ کا ایک اور جگہ تذکرہ یوں آیا ہے: "أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفَائِتٍ وَيَقْبِضْنَ فَايُؤَسُّكُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ"۔^{۱۱} (وہ اپنے اوپر پرندوں کو پر پھیلاتے اور سیکڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو، وہ ہر چیز کا نگہبان ہے)۔ قدرت نے ان پرندوں کو پروں سے نوازا ہے جو ان کو موسمی انتہاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں اور انہیں اڑان بھرنے کی طاقت بھی فراہم کرتے ہیں۔ صَفَائِتٍ، صف یعنی صف بنانا، سیدھی قطار بنانا اور صف بمعنی ہر شے کی سیدھی قطار اور صف الطیر بمعنی پرندوں نے اپنی اڑان میں اپنے پروں کو قطار کی طرح سیدھا کر دیا۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ پرندے اپنے پروں کو ہوا میں پھیلا سکتے ہیں اور انہیں

بالکل بے حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ جبکہ سب ایک ہی حالت میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرندے کبھی پروں کو پھیلاتے ہیں اور کبھی ہوا میں سیٹھ لیتے ہیں۔

عربی زبان کے لفظ "امسك" کا لغوی ترجمہ کسی کی پیٹھ کو تھامنا، رکنا یا روکنا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں "مُسْكُجْنَ" کہا گیا ہے کہ اللہ پرندوں کو اپنی طاقت کے ساتھ ہوا میں رکھے ہوئے ہے۔ ان آیات میں اس بات پر زور دیا ہے کہ پرندوں کے طرز عمل کا انحصار اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ قوانین پر ہے۔ (جسے ہم قدرت کے قوانین کے نام سے جانتے ہیں) اور وہ سب اسی واحد خالق نے تخلیق کیے ہیں۔ جدید سائنسی معلومات سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ پرندوں کی اڑنے کی انوکھی اور غیر معمولی صلاحیت نقل و حرکت کی وسیع اور جامع اسکیم سے وابستہ ہے۔ مثال کے طور پر ہجرت کرنے والے پرندوں کی جینیاتی معلومات جو ہزاروں میل کا سفر کرتے ہیں ان کے سفر کی تمام تفصیلات فراہم کرتی ہیں۔ جو ان پرندوں کو انتہائی کم عمری میں طویل سفر کے تجربے کے بغیر، ہزاروں میل کا سفر کرنے اور پیچیدہ راستوں پر پرواز کرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ یک طرفہ سفر کے ساتھ ختم نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے، وہ ایک خاص تاریخ پر اپنی عارضی رہائش گاہ سے باہر اڑ جاتے ہیں اور ایک بار پھر ہزاروں میل پیچھے اپنی گھونسلوں کی دوڑ میں سفر کرتے ہیں۔ اس طرح کی خطرناک اور مشکل پروازوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہونے کے علاوہ، پرندوں کو ان صلاحیتوں سے بھی نوازا جاتا ہے جن سے وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک سارس یا بگلا گرم ہوا کی لہروں کے ساتھ 2000 میٹر کی اونچائی پر اڑتا ہے اور پھر بغیر کسی کارروائی کے اپنی اگلی لہر میں اتر جاتا ہے۔ پرندوں کے غول پرواز کے دوران دوسرا طریقہ بھی استعمال کرتے ہیں، جو V کے سائز کی پرواز ہے۔ اس میں، بڑے مضبوط پرندے مخالف ہوائی لہروں کے مقابلے میں ڈھال بن کر اڑتے ہیں اور کمزور پرندوں کے لئے راستہ بناتے ہیں۔¹²

بلند پرواز اور فطری قوانین سے استعانت:

کچھ پرندے بہت اونچا اڑتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مرغابی 8000 میٹر اونچی اڑ سکتی ہے۔ یہ بلندی ناقابل یقین نظر آتی ہے کیونکہ 5000 میٹر کی بلندی پر سطح سمندر کی نسبت کرہ ہوا 63% کم کثیف ہوتا ہے۔ اونچائی پر اڑنا جہاں گھماؤ اتنا لطیف ہوتا ہے، پرندے کو اپنے پر زیادہ تیزی سے ٹکرانے پڑتے ہیں اور اسے زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم، ان جانوروں کے پھیپھڑوں کو اس طرح سے پیدا کیا گیا ہے کہ ایسی بلندیوں پر موجود آکسیجن سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ان کے پھیپھڑے، جو دوسرے دودھ والے جانوروں سے مختلف ہیں، یہاں تک کہ ہوا کی عدم موجودگی میں بھی انہیں اعلیٰ سطح کی توانائی برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔¹³

حس سماعت اور حفاظت جان:

پرندے بھی ایرویک مظاہر کا خیال رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ طوفان سے بچنے کے لئے اپنا رخ تبدیل کرتے ہیں۔ کچھ پرندے بہت نچلی سطح کی آوازیں سنتے ہیں جو کرہ ہوائی میں طویل فاصلوں تک منتشر ہو جاتی ہیں پرندے دور کسی پہاڑ پر برپا ہونے والے طوفان اور بہت آگے ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے پر سمندر میں پیدا ہونے والی گرج سن لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جن علاقوں میں موسم کی صورتحال خطرناک ہے وہاں پرندے احتیاط سے راستوں کا تعین کرتے ہیں۔ پرندے کے جسم کی تشکیل، پھیپھڑوں، پنکھوں، نظام انہضام اور اس کی سمت تلاش کرنے کی صلاحیت یہ تمام اللہ تعالیٰ کی عالمگیر بے نقص تخلیق کی کچھ مثالیں ہیں۔

حمد باری تعالیٰ اور پرندے:

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ زیادہ تر انسان یہ کام کرتے بھی ہیں۔ مگر یہ صرف انسان ہی کی خوبی نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے، دوسری مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں یہاں تک کہ پرندے بھی اللہ رب العزت کی تعریف کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَوَائِدُ كُلِّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ"۔¹⁴ (کیا آپ نے نہیں دیکھتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کی حمد کرتا ہے اور پرندے جو پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور اللہ ان کے سب کاموں کو جانتا ہے۔) اس آیت میں دوسری چیزوں کے علاوہ، خاص طور پر پرندوں کی تسبیح کا بھی ذکر ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر مخلوق کی دعا اور تعریف کا اپنا ایک طریقہ ہے۔ نماز کے ان طریقوں کو جاننا اور سمجھنا انسانوں کے لئے ضروری نہیں ہے۔ قرآن میں ایک اور جگہ ان مخلوقات کی تسبیح کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: "وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ"۔¹⁵ (انسانو! تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔)

لیکن یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ پرندے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں، ان کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ انسانوں کو حکم بھی دیا گیا ہے لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ پرندوں پر سبقت لے جائے۔ زندگی کے مختلف مراحل میں، پرندوں نے انسانوں کا سبق سکھایا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اپنے منتخب نبیوں کی تعلیم میں بھی پرندوں کا استعمال کیا ہے۔

حیات بعد الموت کا فلسفہ اور پرندے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے پوچھا، "تم مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہو؟ مجھے اس کی حقیقت دکھائیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم میری طاقت پر یقین نہیں رکھتے؟ ابراہیم نے کہا: بلاشبہ یقین تو ہے مگر میں اطمینان قلب کی خاطر جاننا

چاہتا ہوں۔¹⁶ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا: "فَخُذْ أَزْوَاجًا مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ"۔¹⁷ (تم چار پرندے لو، ان کو اپنی پہچان کراؤ، پھر ان میں سے ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھیں، پھر ان کو پکاریں۔ وہ دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے۔ جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔)

ایمان علم الیقین کا نام ہے جو کہ ابراہیم علیہ السلام کو ایک اعلیٰ درجہ کا حاصل تھا، اس کے اوپر وہ یقین ہے جو مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس سے اوپر حق الیقین ہے یعنی مباشرۃ بالنفس۔ اگر آپ کو کسی پھل کے بارے میں کچھ معلوم ہے تو یہ بات یقینی ہے۔ اگر آپ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو یہ عین الیقین ہے اور اگر آپ نے اسے کھالیا تو یہ حق الیقین ہے۔ "كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ" ¹⁸ یہ الفاظ خود بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال مطلق احیاء موتی کے متعلق نہ تھا، بلکہ کیفیت احیاء کے متعلق تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: "أَوَلَمْ نُؤْمِنُ؟" تو حضرت ابراہیم نے فرمایا: بَلٰی! (کیوں نہیں) اب قیامت تک آنے والے انسانوں کی زبانیں بند کر دی گئیں تاکہ زبانوں پر کوئی اعتراض نہ لایا جائے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا پھر چار پرندے لے لو اور اپنے قریب رکھو، پھر ان سب کا قیمہ بناؤ اور ان کو مختلف پہاڑیوں کی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر رکھو اور پھر ہر ایک کو بلاؤ۔ ہر پرندہ تیرے پاس بھاگتا ہوا آئے گا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے مور، کبوتر، مرغ اور کوءے کو لیا۔ پھر جس کو بھی بلایا، اس کا جسم جمع ہوا، وہ زندہ ہو گیا اور ابراہیم کے پاس چلا آیا۔ اس معاملے کے مشاہدے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کو پورا کیا۔ اگرچہ ان چار پرندوں کو لینے اور ان کے نام احادیث میں سے کسی میں بھی معلوم نہیں ہے، لیکن مذکورہ پرندوں کے نام علماء کے اقوال سے ثابت ہوتے ہیں، اور ان چاروں پرندوں کو لینے اور پکارنے کی وجہ اکثر انسانوں کو معلوم ہے کہ جسم کے لیے آگ، پانی، ہوا اور مٹی یہ چار عناصر غالب جزو کی حیثیت رکھتے ہیں اور دنیا میں یہ چار پرند جو کہ ہر ایک دوڑ کر اپنی چیز اصلی ¹⁹ کی طرف اڑ جانا چاہتا ہے آپس میں ملے جلے رہتے ہیں اور ایک روز یہ پھر جدا ہو جائیں گے اور قیامت کو اس قادر مطلق کے حکم سے پھر ملیں گے۔ ہر ایک دوڑتا چلا آئے گا۔ اس مقصد کے لیے مختلف طبیعت کے چار پرندے لینے کو کہا اور ان کو اپنی طرف پکارنے کو کہا تاکہ پہچان رہے اور یہ شک نہ ہو کہ یہ وہی پرندے ہیں یا کوئی اور ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشاہدے حیات بعد الموت کے مطالبے کے جواب میں اللہ تعالیٰ جانوروں اور دیگر مخلوقات کو بھی منتخب کرنے کا حکم دے سکتا تھا۔ پرندوں کا انتخاب شاید اس لئے کیا گیا تھا کہ پرندے تیز، ہلکے اور جلد مانوس ہونے والے ہوتے ہیں۔ پرندوں کو پکڑنے، سدھارنے اور استعمال کرنے کا رجحان ابتدائے زمانہ سے ہی انسانیت میں موجود رہا ہے۔ جب انسان شکاری زندگی کے عادی تھے، تو

اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پرندوں کی اس تمثیل نے موت کے بعد زندگی کے فلسفہ کی وضاحت میں کتنا موثر کردار ادا کیا ہوگا؟ آج بھی، مختلف پرندوں جیسے کبوتر، طوطے اور تیترو وغیرہ کو سدھانے کا رواج ہے۔ سدھائے ہوئے پرندے اپنے آقا کی آواز کو پہچانتے ہیں اور اس طرح کام کرتے ہیں جیسے وہ عقل رکھنے والی مخلوق ہوں۔ اسی خصوصیت نے ان کو فلسفہ بعد الموت کی گتھی سمجھانے میں موثر بنادیا۔

انسان اول کی تدفین میں کوئے کا کردار:

پرندوں کے ذریعے موت کے بعد کی زندگی کے فلسفہ کو نہ صرف سمجھایا بلکہ انسانوں کو اپنے مردوں کو دفنانے کا طریقہ بھی سکھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں، ہابیل اور قابیل میں ایک مسئلہ میں اختلاف تھا۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس جسم کا کیا کرنا ہے۔ تب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک کوئے کو قابل کا استاد بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: "فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحِثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُؤَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ" (اللہ نے زمین کو کھودنے کے لئے ایک کواں بھیجا تاکہ اسے یہ بتائے کہ اپنے بھائی کے جسم کو کیسے چھپا سکتا ہے۔ جب اس نے یہ دیکھا تو کہا کہ افسوس میرے لئے! میں اس کی طرح بننے سے قاصر تھا تاکہ وہ اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ اس نے اپنے کیے پر پچھتاوا کیا۔) جب قاتل بصیرت سے محروم تھا اور حیرت کرتا تھا کہ اپنے بھائی کی لاش کہاں رکھے گا، تو کوا اس کا استاد بن گیا۔ اس نے زمین کھود کر دفن کرنا سکھایا اور قاتل کو احساس دلایا کہ کوا اس سے کہیں بہتر ہے جس نے اسے دفن کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ پرندہ کی اس راہنمائی کے بعد سے آج تک انسان اسی طریقہ پر عمل کرتا چلا آ رہا ہے۔ مرنے والوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا یہ مناسب اور مہذب طریقہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پرندے کی رہنمائی:

سورة الکھف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور دریا کے گزرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے خطاب کر رہے تھے۔ کسی نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میں! ظاہر ہے جواب غلط نہیں ہے۔ کیونکہ نبی سے بڑا عالم کون ہو سکتا ہے؟ لیکن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب ناپسند کیا۔ بہتر ہوتا اگر موسیٰ علیہ السلام یہ کہتے کہ اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ تب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے بندے خضر علیہ السلام سے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ملاقات کرو۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے شاگرد یوشع بن نون کے ساتھ دریا کے کنارے چل پڑے۔ ایک جگہ آرام کے لیے رکے تو تھیلی سے مردہ مچھلی سمندر میں چلی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھ کر دوبارہ چلتے رہے بھوک لگی تو مچھلی کے بارے میں دریافت کیا شاگرد نے مچھلی غائب ہونے کا واقعہ سنایا اور وہ پلٹ کر اس جگہ آئے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام موجود تھے حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو ساتھ لیا اور کشتی میں

بیٹھ گئے۔ کشتی دریا میں چلنے لگی۔ جس وقت یہ حضرات کشتی میں سفر کر رہے تھے اسی وقت ایک چڑیا آئی دریا میں چونچ ماری اور اڑ گئی۔ حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ نے دریا میں پرندہ دیکھا تھا؟ جس نے دریا میں چونچ ماری۔ اس کے چونچ میں سمندر کا کتیا پانی تھا؟ خدا نے انسانوں کو جو علم عطا کیا ہے اس کا تناسب خدا کے علم سے اتنا بھی نہیں جتنا کہ سمندر کے پانی کا پرندہ کی چونچ سے ہے۔²¹ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت سے یقیناً واقف تھے، لیکن اس موقع پر انہیں جو نصیحت ملی اس میں سائل کے سوال کا جواب تھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟

تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام علیہ السلام میں پرندے کا تذکرہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کو عفت و پاکدامنی کی سزا میں جب ان کی مالکہ نے ان کو جیل بھجوا یا²² تو وہاں دو اور قیدی آ گئے جن پر بادشاہ کے خلاف سازش کا الزام تھا۔²³ ان دونوں قیدیوں نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھی۔ ایک نے خواب دیکھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے اور دوسرے نے دیکھا کہ اس کے سر پر روٹی کا ٹوکرا ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: شراب نچوڑنے والا تو بری ہو جائے گا اور اپنی نوکری پر بحال ہو کر بادشاہ کے لیے جام بھرے گا مگر پرندوں کو روٹی کھاتے ہوئے دیکھنے والا سزا یاب ہو گا اس کو پھانسی دی جائے گی اور پرندے اس کی بوٹی نوچ کر کھائیں گے۔²⁴ سچ ایسا ہی ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا علم عطا فرمایا تھا۔ اس دائرہ میں پرندے کا آنا بھی اس کی معلومات کا حصہ تھا۔

معجزات عیسوی میں پرندوں کی حیات بعد الموت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزات عطا فرمائے تھے۔ گھروں میں جمع کی ہوئی چیزوں کا علم رکھنا، اندھے اور کوڑھی کو شفا یاب کرنا، مردوں کو زندہ کرنا اور پرندوں کو حیات دینا وغیرہ۔²⁵ بلکہ پیدائش سے وفات تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی خود ایک معجزہ تھی۔ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ: "أَنِّي أَخْلُقُ²⁶ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ۔"²⁷ (میں تمہارے لیے پرندوں کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم²⁸ سے پرندہ بن جاتا ہے۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں پرندہ سازی کا تذکرہ متعدد مقامات پر موجود ہے۔ وہ پرندہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بناتے تھے وہ افزائش نسل کرتا تھا یا نہیں؟ اس کے بارے میں قرآن میں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے نے اس کو طیارہ کی طرح ممکن بنا کر پیش کر دیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور علم اللسان:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوت و شوکت کا تذکرہ بائبل اور قرآن و سنت میں موجود ہے۔ ان کی بری، بحری اور فضائی فوجوں میں

جن وائس اور پرندے شامل تھے۔ یہ تینوں مخلوقات ان کے تابع فرمان تھیں اور وہ پرندوں کی بولیاں بھی سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: "وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ"۔²⁹ (سلیمان علیہ السلام نے کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔) عقلی اور سائنسی لحاظ سے پرندوں کی بولیاں، ان کی عادات و اطوار اور دلچسپیوں کو سمجھنا نیز ان کو اپنے کام کے لیے استعمال کرنا سب کچھ ممکن ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں سے خفیہ پیغام رسانی کا کام:

پرندوں سے سراغ رسانی اور پیغام رسانی کا کام قدیم زمانہ سے لیا جاتا رہا ہے۔ ریل گاڑیوں اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار سوار یوں سے پہلے پرندے خاص طور پر کبوتر تیز رفتار پیغام رسانی کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پیغام رسانی کا کام ہد ہد پرندہ انجام دیتا تھا۔ انہوں نے ایک موقع پر جب پرندوں کا جائزہ لیا تو ہد ہد غائب تھا۔³⁰ حضرت سلمان علیہ السلام نے فرمایا: "لَا عَذْبَ بَنَدُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْلَادُ بَحْتَهُ أَوْلِيَاءُ تَبَتِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ"۔³¹ (اگر وہ غیر حاضر ہے) تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ کوئی واضح عذر میرے سامنے پیش کرے۔} چنانچہ جب ہد ہد پرندہ حاضر ہوا تو اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ یہ بتائی کہ وہ ملک سبا کی خبر لانے گیا تھا، جس پر ایک عورت حکومت کرتی ہے وہ اور اس کی قوم سورج کی پرستار ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کی تصدیق کروں گا کہ تو اپنے اس قول میں سچا ہے یا جھوٹا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس خبر کی تصدیق کے لیے اسے ایک خط دے کر بھیجا کہ اسے ملکہ کو دیا جائے اور اس کے رد عمل سے مطلع کیا جائے۔ "اَذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ فَادْرَأْ نَجْعُونَ"۔³² (میرا یہ خط لے کر جاؤ اور ان کے پاس ڈال دینا، پھر الگ ہٹ جانا، اور دیکھنا کہ وہ جواب میں کیا کرتے ہیں)۔ چنانچہ ہد ہد خط لے کر گیا۔ جواب میں ملکہ نے پہلے اپنا سفیر تحفہ کے ساتھ بھیجا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا تخت منگو لیا اور وہ خود بھی حاضر خدمت ہو گئی۔³³

حفاظت بیت اللہ میں ابا بیل کا کردار:

حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے پہلے یمن کا حکمران ابرہہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لے کر جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے پرندوں کا ایک لشکر بھیجا۔ یہ پرندے ہاتھیوں کے لشکر پر کنکریاں (پتھر) برساتے رہے یہاں تک کہ ابرہہ کی فوج بھس کی طرح ڈھیر ہو گئی۔ اس واقعہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "الَّذِي تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (۱) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (۲) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (۳) تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (۴) فَجَعَلَهُمْ كَعَصِفٍ أَلْفُكُولٍ" (۵)۔³⁴ (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں

بیکار نہیں کر دی تھیں؟ اور ان پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے۔ جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔ چنانچہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔)

ابابیل³⁵ ایک ایسا پرندہ ہے جس کو اللہ پاک نے ان گنت خوبیوں سے نوازا ہے ابابیل دس ماہ تک مسلسل لگاتار پرواز کر سکتی ہے یعنی اس پورے سفر میں وہ ایک لمحے کے لیے بھی زمین پر نہیں اترتی اور اپنی غذا اڑان کے دوران ہی حاصل کرتی ہے۔ ابابیل کے چھوٹے سائز کے باوجود، اسے دنیا کے سب سے اونچے اڑنے اور تیز رفتار پرندوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل، پرواز کا سب سے لمبا عرصہ چھ مہینوں کا ریکارڈ تھا، جس میں ایک قسم کی آبائی الپائن سوئٹ تھی۔ یورپ سے افریقہ تک موسمی نقل مکانی کرتے ہوئے یہ ابابیل مسلسل دس ماہ تک بغیر رُکے پرواز کرتی ہے۔ سویڈن کی لیونیونیورسٹی نے ان پرندوں کا باقاعدہ مطالعہ اور ان کی کھوج شروع کی جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ پرندہ سفر کے دوران نہیں بڑھتا ہے، صرف اڑتا ہے۔ وسطی افریقہ کے جنگلوں پر پرواز کریں۔

کرنٹ بیالوجی میں شائع ہونے والی اس تحقیق کے مطابق، رات کے وقت وہ کم اونچائی پر اڑتے ہیں اور اس سے ان کی توانائی کی بچت ہوتی ہے۔ ان پرندوں کی لمبی عمر بھی ہوتی ہے اور ایک پرندہ اوسطاً بیس سال تک زندہ رہتا ہے اور اپنی بیس سالہ زندگی میں یہ پرندے ایک فاصلہ طے کرتے ہیں جو چاند تک پہنچنے اور لوٹنے کے ساتھ چکر تک ہے۔³⁶

ان آیات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہ ہو گا کہ قدرت کی تخلیق کے جو کچھ ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں، ان میں عبرت و سبق آموزی کے ان گنت پہلو موجود ہیں جو ہر صاحب عقل و فہم کو تفکر و تدبر اور تحقیق و جستجو کی دعوت دیتے ہیں۔ پرندے بھی اسی کرشمہ تخلیق کا حصہ ہیں مگر بد قسمتی سے قدرت کے ان آثار کے متعلق ہمارا رویہ عملاً ان لوگوں جیسا ہو گیا ہے جن کے بارے میں قرآن میں آیا ہے کہ: "وَكَايُنْ مِنْ آيَاتِنَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ۔"³⁷ (آسمانوں اور زمینوں میں کتنی ہی نشانیاں ایسی ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان آیات و احادیث کی روشنی میں جانوروں اور پرندوں کی اہمیت و خصوصیت اور ان کے منافع کا پتہ چلتا ہے اور جانوروں اور پرندوں کے تعلق سے آپ ﷺ کے اسوہ اور نمونہ کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے قدم بقدم جانوروں اور پرندوں کے ساتھ رحم و کرم کا حکم دیا ہے، نہ صرف گھریلو اور پالتو جانوروں اور پرندوں بلکہ غیر پالتو جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے، نقصان دہ ضرر رساں جانوروں کو بھی مارنے میں کم مارنے کا حکم دیا ہے اور مذبوہ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی بے

روحانہ سلوک سے منع کیا ہے۔ جانوروں پر بوجھ کے لادنے اور سواری میں بھی ان کے چارہ پانی کی تاکید کی ہے اور زیادہ بوجھ لادنے اور زیادہ افراد کے سوار ہونے سے بھی منع کیا ہے۔

نتائج

میں مذکورہ بحث کے دوران درج ذیل نتائج تک پہنچا ہوں:

پرندوں کو ”جنت کے پرندے“ کہا جاتا ہے۔ جنت میں پرندے نہیں پائے جاتے۔ لیکن پرندوں کے گوشت کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ پرندے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں پرندوں کو ”جنت کے پرندے“ کا عنوان دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسان ان پرندوں کی خوبصورتی اور دل کو لبھانے والی اداؤں سے متاثر ہو کر انہیں اونچا درجہ دینا چاہتا ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ انڈوں سے نکلنے والے بچے انسانوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ اگر آپ آزادی چاہتے ہیں تو، پھر خول توڑیں اور پھر آزادانہ طور پر ہوا میں اڑیں، لیکن یاد رکھیں کہ ہر آزادی کسی نہ کسی حکم کی پابند ہے۔ پرندے اپنی ساخت، مزاج، جسمانی حرارت، خوراک، عادات، دلچسپیوں، مصروفیتوں، ضرورتوں اور اپنے ماحول و مسکن کے لحاظ سے ہمیشہ سے انسان کی توجہ کا مرکز بن رہے ہیں۔ اگر پیدا کنشی اور حیاتیاتی بناوٹ میں وہ انسانوں سے مختلف ہیں تو ضرورتوں، عادتوں اور خواہشات میں انسانوں کے مماثل بھی ہیں۔ پرندوں میں نظم و ضبط اور اجتماعیت بھی انسانوں سے ملتی جلتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پرندے اور جانور بھی معاشروں کی شکل میں رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ان میں بھی ایک اجتماعی نظم و ضبط ہوتا ہے۔ وہ مل جل کر رہتے ہیں اور کام بھی کرتے ہیں۔ پرندے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس طرح توکل کرتے ہیں جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو ان کی ضرورت کے لحاظ سے مختلف صلاحیتوں اور حواس سے نوازا ہے جن کے ذریعہ سے یہ مختلف امور کو انجام دیتے ہیں مثلاً انسانوں کی ایک قسم جو جنگلوں غاروں یا پہاڑوں میں رہتی ہے جن کو حبشی وغیرہ کہا جاتا ہے ان میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ دور سے ہی خطرات کو پہچان سکیں، مثال کے طور پر، اگر طوفان قریب آ رہا ہے تو، وہ آسمان کے رنگ یا ہوا کی خوشبو کو پہچانتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد کیا حالات ہونے والے ہیں۔ یازمین سے کان لگا کر یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ زلزلہ آنے والا ہے۔ اسی طرح، ہوا کے پرندوں میں بھی، دوستوں کو دشمن کا پتہ لگانے کے لئے ایسے حواس کھوج لگتے ہیں۔ خطرات کو بھانپ لیتے ہیں طوفان یا زلزلہ آنے والا ہے تو گھوڑا اپنے کان کھمانے لگتا ہے اسی طرح کتے میں بہت صلاحیتیں ہیں سانپ کا پتہ لگا لیتے ہیں کہ اس میں کتنا خطرناک زہر ہے وغیرہ وغیرہ۔ قدرت کی تخلیق کے جو کرشمے ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں، ان میں عبرت و سبق آموزی کے ان گنت پہلو مود ہیں جو ہر صاحب عقل و فہم کو تفکر و تدبر اور تحقیق و جستجو کی دعوت دیتے ہیں۔ پرندے بھی اسی کرشمہ تخلیق کا حصہ ہیں۔

چنانچہ ماہرین طیور کی تحقیق نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو برحق ثابت کر دیا ہے کہ پرندوں کے اندر عقل مندوں کے عقلمند کے لئے بڑی علامتیں موجود ہیں، جو خالق کائنات کے راستے میں ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

سفارشات

امت مسلمہ دور حاضر میں بہت سے مسائل سے نبرد آزما ہے۔ جہاں کفر اور اہل کفر امت مسلمہ کی جغرافیائی حدود کی خلاف ورزی کر رہے ہیں وہیں نظریاتی سرحدیں بھی اغیار کے تسلط سے محفوظ نہیں ہیں۔ امت مسلمہ کو نہ صرف مادی لحاظ سے بلکہ فکری اور روحانی طور پر بھی مفلوک الحال بنادینا اہل کفر کا اولین مقصد ہے۔ فکری اور نظریاتی کمزوری مسلمانوں کی مادی کیفیت پر اثر انداز ہوتی ہے جس کا فائدہ اٹھا کر کفار مسلمانوں پر حاوی اور غالب ہو جاتے ہیں۔ کفار اپنے تمام اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی پستی کا واحد سبب سنت نبوی ﷺ سے دوری ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اقدامات وقت کا اہم تقاضا ہیں۔ تمام مسلمانوں کو سنت مطہرہ کو یاد کرنے سے سمجھنے اور اس کی نشر و اشاعت میں مبالغے کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد یہ سنت ہی وحی ثانی ہے۔ اسی طرح علماء و فقہاء رحمہم اللہ اور باحثین کو بھی چاہیے کہ وہ سنت کی افادیت اور اس کی دلالت کے بیان کا مبالغے کے ساتھ اہتمام کریں۔ اس اہم ترین موضوع کا خصوصی طور پر اور مکمل اہتمام کیا جائے۔

پرندے اپنے ماحول و مسکن کے لحاظ سے ہمیشہ سے انسان کی توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں۔ اگر پیدائشی اور حیاتیاتی بناوٹ میں وہ انسانوں سے مختلف ہیں تو ضرورتوں، عادتوں اور خواہشات میں انسانوں کے مماثل بھی ہیں۔ پرندوں میں نظم و ضبط اور اجتماعیت بھی انسانوں سے ملتی جلتی ہے۔ لہذا انسان کو بھی چاہیے کہ وہ پرندوں سے سبق حاصل کرے اور آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ انسانوں کا بڑا حصہ یہ کام کرتا بھی ہے۔ مگر یاد رکھنے کی چیز یہ ہے کہ پرندے تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتے ہیں، ان کو حکم نہیں دیا گیا۔ انسان کو حکم بھی دیا گیا ہے تو کیوں نہ وہ پرندوں پر سبقت لے جائے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی انسان پرندوں سے زندگی اور کائنات کے رموز سیکھنے میں مدد حاصل کرتا رہا ہے۔ انسان اگرچہ اشرف المخلوقات ہے لیکن پرندوں سے راہنمائی حاصل کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کی تعلیم و تربیت میں بھی پرندوں کا استعمال کیا ہے۔ یہاں تک کہ مردوں کی تدفین کی طریقہ بھی انسان کو پرندے کے ذریعے ہی سکھایا گیا ہے، جب قابیل بصیرت سے محروم تھا اور ہابیل کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے حیران تھا تب ایک پرندہ (کوا) اس کا معلم بن کر آیا۔ اس نے زمین کھود کر دفن کرنا سکھایا اور قاتل کو احساس دلایا کہ کوا اس سے کہیں بہتر ہے جس نے اسے دفن کرنے کا سلیقہ

سکھایا۔ پرندہ کی اس راہنمائی کے بعد سے آج تک انسان اسی طریقہ پر عمل کرتا چلا آ رہا ہے۔ مردوں کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا معقول اور مہذب طریقہ بھی یہی ہے۔

سدھائے ہوئے پرندے اپنے مالک کی آواز کو پہچانتے ہیں اور اسی طرح اس کا حکم بجالاتے ہیں جیسے وہ عقل و خرد رکھنے والی مخلوق ہوں۔ اسی طرح انسان کی بھی چاہیے کہ وہ اپنے مالک کا حکم بجالائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ یقیناً انسان کو اسی طرح روزی دے گا جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے۔ توکل کا حق یہ ہے کہ اول تو اس حقیقت پر یقین کرنا کہ کسی بھی چیز کا خالق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ہر موجود چیز، خواہ زندہ ہو یا غیر جاندار، نقصان یا فائدہ، غربت یا دولت، بیماری یا صحت، زندگی ہو یا موت، سب کچھ اللہ کا ہے اور ساری چیزیں اسی کی ہیں، پھر اس پر پختہ یقین رکھو کہ رزق کی ضمانت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ پھر اس یقین و اعتقاد کے ساتھ حصول معاش کی سعی و جہد میں اچھے طور طریقوں سے اور مناسب و معقول صورت میں مشغول ہو، یعنی کسب و کمائی میں زیادہ تعب و مشقت برداشت نہ کرے، لالچ میں مبتلا نہ ہوں، ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے جدوجہد نہ کریں، اور کمائی کی دھن میں مت پڑیں جو حلال و حرام میں بھی فرق نہیں کر سکتے ہیں۔

آثار قدرت اور تحقیق الہی میں غور و فکر اور تدبر و تحقیق کی روایت ابھی تک ہمارے معاشرے میں کمزور ہے۔ خوش اعتقادی کے طور پر ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ مگر اس سے تحقیق و راہنمائی حاصل کر کے آثار قدرت کی تحقیق و جستجو میں سرگرم عمل رہنا ہماری ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلام الہی کے ان پہلوؤں پر غور و فکر کی تحریک عام کی جائے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں میں پائی جانے والی بدعات اور خرافات کا سد باب / رد کر کے عقائد کا تصفیہ اور تزکیہ کی ضرورت ہے۔ تعمیر فکر کے ساتھ تطہیر فکر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قوموں کی برتری اور عروج کا پہلا زینہ تعلیم و تعلم ہے۔ اس لیے اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینے اور اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اغیار کی نقالی کی بجائے یکساں اور اسلامی نصاب تعلیم رائج کیا جائے تاکہ تعلیم اتحاد پیدا کرنے کا باعث بن سکے۔ سنت نبوی کو باقاعدہ مضمون کے طور پر پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور اسے امت کے مسائل کے علاج کے لیے استعمال کیا جائے۔

حوالہ جات:

¹ پرندوں کو ”جنت کے پرندے“ کا عنوان دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسان ان پرندوں کی خوبصورتی اور دل کو لبھانے والی آواؤں سے متاثر ہو کر انہیں اونچا درجہ دینا چاہتا ہے اور اس جملہ میں نہایت آسانی ہے کہ انہیں مافوق الفطرت قرار دے کر جنت سے منسوب کر دیا جائے جو ان پرندوں کی ظاہری خوبصورتی کے بیان کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ان پرندوں کے بال اور ”پروں“ کی ترتیب، ان کے لمبے ”ریش“ (Feathers) انہیں خوبصورتی کا ایک اعلیٰ اور ستھر ا معیار عطا کرتے

ہیں۔ ان میں بیشتر پرندے کوئے کے سائز کے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے لمبے پروں (Feathers) کی ترتیب انہیں مور (Peacock) سے زیادہ دیدہ زیب بنا دیتی ہے۔ یہ پرندے اپنے دن کا بیشتر وقت رقص میں گزارتے ہیں، ان کا رقص بھی ایک زبان ہے جس میں وہ پرندے کئی راز ایک دوسرے کو سمجھا جاتے ہیں۔² "وَلَحْمٍ طَيْرٍ يَمَّا يَسْتَنْهَوْنَ۔" (اور ان پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ خواہش کریں گے۔) الواقعة 21:56

³ "وَأَمَّا ذُنُوبُهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ يَمَّا يَسْتَنْهَوْنَ۔" (اور ہم انہیں ایک کے بعد ایک پھل اور گوشت، جو بھی ان کا دل چاہے گا، دیے چلے جائیں گے۔) الطور 22:52

⁴ قرآن مجید میں حیوانات کا ذکر (ان کے نام، متعلقات مثلاً "پر"، گوشت، دودھ، گوبر، پیٹ، خون، امتزیاں، ہڈیاں وغیرہ، حیوانات کے افعال و حرکات مثلاً اڑنا، کھانا، دوڑتے ہوئے ہانپنا، پروں کو سمیٹنا اور ان کا چراہ گاہوں میں صبح شام آنا جانا وغیرہ، اور ان کی صفات مثلاً چھنا ہوا مچھڑا، موٹا تازہ مچھڑا، دہلی سواریاں، موٹی تازی گائیں، دہلی پتلی گائیں اور وحشت زدہ گدھے وغیرہ۔) خاصی تعداد میں آیا ہے۔ مجموعی طور پر حیوانات سے متعلق ایسے الفاظ اور فقروں کی تعداد 176 ہے۔

⁵ قرآن میں درج ذیل پرندوں کا ذکر نام کے ساتھ آیا ہے: {أَبَابِيلَ (ابابیل) الفیل: 3}، {السَّلْوَى (بٹیر) البقرة: 57، الأعراف: 160، طه: 80}، {الْهُدُودُ (ہدود) النمل: 20}، {غُرَابٍ (کوا) المائدة: 31}

⁶ رچرڈ فولٹر (Richard Foltz) کی کتاب انیملز ان اسلامک ٹریڈیشن اینڈ مسلم کلچرز (اسلامی روایات اور مسلم ثقافت میں جانور) مطبوعہ 2006ء میں عباسی دور کی ایک کہانی بیان کی گئی ہے جس کے مطابق خلیفہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں جیسے پریشان کن جانور کیوں پیدا کیے ہیں؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میری رائے میں اس کا مقصد یہ تھا کہ صاحب اقتدار لوگوں کو بھی ان کی بے بسی کا احساس دلایا جائے۔

⁷ البقرة: 26

⁸ الفاتحة 01:01

⁹ الأنعام: 38

¹⁰ النحل: 16

¹¹ الملک: 67

¹² http://quraaninurdu.blogspot.com/2010/04/blog-post_21.html

¹³ http://quraaninurdu.blogspot.com/2010/04/blog-post_21.html

¹⁴ النور: 24

¹⁵ الإسراء: 44

¹⁶ "وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوْمِئْ ثُمَّ قَالَ بَلَىٰ وَلَئِنْ لِّيُطَمِّنَنَّ قَلْبِي۔" البقرة: 260

¹⁷ ایضا

¹⁸ ایضا

¹⁹ - چیز: دائرہ، جگہ، وہ جگہ جسے جسم گھیرے ہو۔

²⁰ المائدة: 31

²¹۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی، "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، كتاب العلم، باب ما يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ"، رقم الحديث 122، ج 01، ص 35، دار طوق النجاة، ط: اول، 1422ھ

²²۔ "قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسَجَّنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، يوسف- 25:12

²³۔ "وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانٍ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ- يوسف 36:12

²⁴۔ "يَا صَاحِبِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ فَضَيَّ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ، يوسف 41:12

²⁵۔ "أَيُّ أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَةَ- ("الْأَكْمَةُ" اسے کہتے ہیں: جو ماں کے پیٹ سے ہی اندھا پیدا ہوا ہو-)" وَالْأَبْرَصَ ("الْأَبْرَصَ" کوڑھی کو کہتے ہیں-)" وَأُخِي الْمَوْئِي بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ- آل عمران 49:3

²⁶۔ خلق یہاں پیدائش کے معنی میں نہیں ہے، اس پر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے کیونکہ وہی خالق ہے یہاں اس کے معنی ظاہر شکل و صورت گھڑنے اور بنانے کے ہیں۔

²⁷۔ آل عمران 49:3

²⁸۔ اللہ کے حکم سے، کہنے کا مقصد یہی ہے کہ کوئی شخص اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ میں خدائی صفات یا اختیارات کا حامل ہوں نہیں میں تو اس کا عاجز بندہ ہوں اور رسول ہی ہوں یہ جو کچھ میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے معجزہ ہے جو محض اللہ کے حکم سے صادر ہو رہا ہے امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے حالات کے مطابق معجزے عطا فرمائے تاکہ اس کی صداقت ہو اور بالاتری نمایاں ہو سکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری کا زور تھا انہیں ایسا معجزہ عطا فرمایا کہ جس کے سامنے بڑے بڑے جادو گر اپنا کرتب دکھانے میں ناکام رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا بڑا چرچہ تھا چنانچہ انہوں نے 'مردہ کو زندہ کر دینے' مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینے کا ایسا معجزہ عطا فرمایا گیا کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا طبیب اپنے فن کے ذریعے سے کرنے پر قادر نہیں تھا۔ ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ کا دور شعر و ادب اور فصاحت و بلاغت کا دور تھا چنانچہ انہیں قرآن جیسا فصیح و بلیغ اور پراہجاز کلام عطا فرمایا گیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کے بلغا اور شعراء عاجز رہے اور چلینچ کے باوجود آج تک عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

²⁹۔ النمل 16:27

³⁰۔ "وَتَقَعَّدَ الطَّيْرُ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهَدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ، النمل 20:27

³¹۔ النمل 21:27

³²۔ النمل 23:27

³³۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۃ النمل میں بیان کیا گیا ہے۔

³⁴۔ سورۃ الفیل 105:1-5

³⁵۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مختلف قسم کے بہت زیادہ تعداد میں پرندے تھے جو کہ ایک دوسرے کی پیروی کرتے تھے یعنی مطلب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے تھے۔

³⁶.<https://www.urdoopost.com/2018/03/4111/>

³⁷۔ یوسف 12:105



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).